ماہنامہ

منادی

نئی دہلی

بارگاہِ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی کا



منادیا ینادی للایمان

بارگاہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء

محبوب الٰہیؒ سے ایمان اور امن کی ندا دینے والا

اور ان کے جانشین

امام المشائخ شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کی یادگار

ماہنامہ منادی

نئی دہلی

مدیر

خواجہ حسن ثانی نظامی

معاون مدیر

خواجہ سید مہدی نظامی

درگاہ شریف اور منادی کے بارے میں خط وکتابت کرنے اور قیمت جمع کرانے کا پتہ:

خواجہ حسن ثانی نظامی ۱۱۰۰۱۳

ڈاکخانہ حضرت نظام الدین اولیاء نئی دہلی

سالانہ قیمت	پندرہ روپے
غیر ممالک سے	چھ ڈالر
فی پرچہ	ایک روپیہ ۵۰ پیسے

منادی ۱۹۲۶ء سے جاری ہے یہ اکسٹھویں جلد (۱۹۸۶ء) کا ساتواں شمارہ ہے

فہرست

سرخ لکیر

عنوان کے نیچے ایک سرخ لکیر کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی ادا کردہ منادی کی قیمت اس شمارے سے ختم ہو گئی۔ اور دو لکیروں کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ شمارے سے ختم ہو جائے گی جلدی منی آرڈر کے ذریعے قیمت بھیج کر ممنون فرمائیے یا دی پی کی اجازت دیجیے۔ وی پی میں آپ کے تین روپے پچیس پیسے زائد خرچ ہوں گے۔

(منیجر)

پرنٹر پبلشر خواجہ حسن ثانی نظامی نے جمال پرنٹنگ پریس دہلی میں چھپوا کر درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نئی دہلی ۱۱۰۰۱۳ سے شائع کیا۔

حسین علیہ السلام

سر دے کے جس نے دین بچایا، وہ کون تھا؟ کنبہ تمام جس نے کٹایا، وہ کون تھا؟
وہ کون تھا، ہزاروں میں جو ارجمند تھا؟ وہ کون تھا کہ سجدے میں بھی سر بلند تھا
تھا کون دوشِ سرورِ عالمؐ کا شہسوار تھا کون گلشنِ شہِ کونین کی بہار
باطل کو کس نے دہر میں زیر و زبر کیا
اور نخلِ حق کو تا بہ ابد بار ور کیا
بے شک وہ تھا نواسہ ہمارے رسولؐ کا دلبند بو ترابؓ کا، بیٹا بتولؓ کا
باغِ نبیؐ اجاڑنے والے نہیں رہے اسلام کو بگاڑنے والے نہیں رہے
لیکن ہے اب بھی تازہ شہادت حسینؑ کی
روشن رہے گی شمعِ قیادت حسینؑ کی

از خواجہ عابد نظامی

حضرت سیّدنا امام حسینؑ کا بچپن

(از خواجہ عابد نظامی)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب "کشف المحجوب" میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بچپن کا ایک واقعہ بروایت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ،

"ایک روز میں دربارِ رسالت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی پشتِ اقدس پر سوار کر رکھا ہے اور ایک ڈوری اپنے دہنِ مبارک سے نکال کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے دست میں دے رکھی ہے اور امام حسین رضی اللہ عنہ ہانک رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھٹنوں کے بل تشریف لے جا رہے ہیں۔

جب میں نے یہ شان دیکھی تو عرض کیا:

نِعْمَ الْجَمَلُ جَمَلُكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ

"اے ابو عبداللہ آپ نے سواری تو بڑی اچھی پائی۔"

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(نِعْمَ الرَّاكِبُ يَا عُمَرُ)

"اے عمر! سوار بھی تو بہت اچھا ہے۔"

یہ واقعہ درج کرنے کے بعد حضرت داتا گنج بخشؒ تحریر فرماتے ہیں کہ "اس گفتگو میں بہت سی لطیف باتیں اور اہلِ طریقت کے لیے بہت سے رموز ہیں۔"

(اردو ترجمہ)

حضرت داتا صاحب کے اصل الفاظ یوں ہیں:

"عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ روایت کند که: روزی به نزدیکِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اندر آمدم وی حسینؓ را بر پشتِ خود نشانده بود و رشته ی اندر دہانِ خود گرفته و یک سرِ رشته بدستِ حسینؓ داده تا حسینؓ می‌رفت و وی از پسِ حسینؓ زانو ہا می‌رفت، من چون آن بدیدم گفتم:

نِعْمَ الجملُك یا ابا عبد اللّٰه!

و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت: نعم الراکب یا عمر!

و وے را کلام لطیف اندر طریقت حق در موز بسیار و معاملت نیکو۔"

(کشف المحجوب نسخہ تہران، ص ۲۳، ناشر مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد)

اس واقعے سے حضرت سیدنا امام حسینؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ والاصفات سے قرب، حضور پُر نورؐ کی حضرت امام حسینؓ سے محبت بخوبی نمایاں ہے اور اہلِ نظر سے یہ بات مخفی نہیں کہ حضورؐ کا جو قرب اور پیار حسنین کریمینؓ کو میسر تھا، اس میں کوئی ان کا شریک نہیں۔

اُمّ الفضل کا خواب

طبرانی کبیر اور بیہقی دلائل النبوت میں اُمّ الفضل بنت الحارث

زوجہ حضرت عباسؓ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ میں ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ! آج میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے، جس کی وجہ سے میں سخت پریشان ہوں۔"

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اُمّ الفضل! تو مجھے اپنا خواب تو سنا!"

عرض کی:

"اے اللہ کے رسولؐ! میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ آپ کے جسمِ مبارک کا ٹکڑا کٹ کر میری گود میں آگرا ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ تو بہت اچھا خواب ہے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب میری بیٹی فاطمہ کو بچہ دے گا، جو تیری گود میں پرورش پائے گا۔" (بحوالہ فاطمہ کالال: مفتی حبیب احمد: ص ۵۰)

پیدائش اور بچپن

حضرت امامؓ کی پیدائش ۳ر شعبان ۴ھ مطابق ۶۲۶ء کو ہوئی (بحار الانوار، ۱۰: ۱۴۶) بعض مورخین نے ۵ر شعبان ۴ھ کو ترجیح دی ہے (الذہبی سیر اعلام النبلاء ۳: ۱۸۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم خداوندی ہارون علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے شبیر کے نام پہ آپ کا نام رکھا، جس کا عربی ترجمہ حسین ہے (اسد الغابہ جلد ۲ ص ۱۸)

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب مبارک سید شباب اہل الجنۃ ہے۔ شجرۂ نسب اس طرح ہے حضرت حسینؓ بن حضرت علیؓ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔

حضرت حسینؓ کی ولادت باسعادت کی خبر سنتے ہی سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نواسے کو دیکھنے کاشانۂ علیؓ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے بچے کو دکھاؤ۔

نومولود بچے کو لایا گیا تو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے کانوں میں اذان کہی اور تحنیک فرمائی۔ پھر حضرت خاتونِ جنت کو عقیقہ کرنے اور بچہ کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کرنے کا حکم دیا۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے اپنے پدر بزرگوار کے حکم کے مطابق عقیقہ کیا۔ (بحوالہ ایضاً)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچے کو پہلی غذا کے طور پر اپنا لعاب دہن مرحمت فرمایا: (ارشاد صفحہ ۱۸۰ بحوالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۸)

حضورؐ سے مشابہت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حسینؓ کی صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت سے سب سے زیادہ ملتی جلتی تھی۔ اس روایت کو امام بخاریؒ نے مناقب میں بیان کیا ہے۔ مگر بخاری ہی کی ایک دوسری روایت میں یہی الفاظ حضرت حسنؓ کے لیے بھی آئے ہیں۔ دونوں روایتوں کو اس طرح جمع کیا جاسکتا ہے کہ بعض اعضاء میں حضرت حسنؓ زیادہ مشابہ تھے اور بعض میں حضرت امام حسینؓ (عمدۃ القاری، ص ۳۴۲ جلد ۱۶)

ارشاد (ص: ۱۸۰) میں ہے کہ دونوں صاحبزادے اپنے نانا کی تصویر تھے، امام حسنؓ سر سے سینہ تک اور امام حسینؓ سینہ سے قدم تک۔ (بحوالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۸، صفحہ ۳۲۳)

ایک روز حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ نماز عصر کے پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے تو دیکھا کہ حضرت حسینؓ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ تیزی سے بڑھے اور حضرت حسینؓ کو گود میں اٹھالیا۔ انھیں پیار کیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ علیؓ

سے مشابہ نہیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرانے لگے۔ (فاطمہ کا لال؛ ص ۵۳)

حضرت حسینؓ کی رفتار دیکھ کر اکثر صحابہؓ حیران رہ جاتے کہ یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے قدم معلوم ہوتے ہیں۔ ایک بار حضرت ابوہریرہؓ نے آپ کے قدم مبارک پکڑ لیے اور عرض کی:

"یا ابن رسول اللہ! اپنے قدموں کو میرے کندھوں پر رکھ دیجیے۔"

حضرت حسینؓ نے ان کی التجا قبول فرمائی تو انھوں نے بلند آواز سے کہا:

"اے رسول اللہؐ کے فرزند! یہ وہ مبارک قدم ہیں کہ اگر لوگ سمجھیں تو آپ کو ہمیشہ لوگوں کے کاندھوں پر چلنا پڑے اور آپ کو زمین پر کبھی پاؤں رکھنے کی نوبت ہی نہ آئے (حسن وحسین، از علامہ درد کاکوروی)

حسینؓ سے حضورؐ کی محبت

ایک بار کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا:

"یا رسول اللہؐ! اہل بیتؓ میں آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟"

فرمایا: "حسین!"

احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسینؓ اور ان کے بڑے بھائی حضرت حسنؓ سے بہت محبت کرتے تھے۔ اور انھیں دیکھنے کے لیے روزانہ حضرت سیدہ فاطمہؓ کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے اور انھیں بلا کر پیار کرتے تھے۔ اور کھلاتے تھے۔ یہ دونوں صاحبزادے بھی آپؐ سے بے حد مانوس تھے اور آپؐ سے شوخی سے پیش آتے تھے، لیکن آپؐ نے کبھی جگر کے ان ٹکڑوں کو تنبیہ نہیں فرمائی، بلکہ ان کی شوخیاں دیکھ دیکھ کر آپؐ خوش ہوتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تو آپؐ پشتِ مبارک پر چڑھ کر بیٹھ جاتے۔ کبھی رکوع میں ٹانگوں کے درمیان گھس جاتے۔ کبھی ریش مبارک سے کھیلتے۔ غرضیکہ طرح طرح کی شوخیاں جاں نثار نانا کے ساتھ کرتے۔ آپ پیار اور محبت سے پیش آتے اور ان شوخیوں پر مسکرا دیتے۔

حضرت براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت امام حسینؓ کو اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے اور فرماتے تھے۔

"یا اللہ! میں اسے دوست رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ۔"

ابن ضحاک، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ (یہ کہتے ہیں) حضرت حسینؓ کا لعابِ دہن اس طرح چوستے تھے کہ جس طرح آدمی کھجور کو چوستا ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حسنؓ اور حسینؓ آئے۔ یہ دونوں سرخ کرتے پہنے ہوئے تھے۔ صغرسنی کی وجہ سے دونوں صاحبزادے چلتے ہوئے گر پڑتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھا، منبر سے اتر کر ان کو گود میں اٹھا لیا۔ اور اپنے آگے بٹھا لیا اور فرمایا:

سچ کہا اللہ تعالیٰ نے:

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

آیہ کریمہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ چلتے ہوئے گر پڑتے ہیں، مجھ سے صبر نہ ہوسکا، یہاں تک کہ میں نے اپنا کلام قطع کیا اور دونوں کو گود میں اٹھا لیا۔ (ابوداؤد) (الحسین: قمر ابو النصر ص ۴۰)

امام ترمذیؒ نے اپنی کتاب میں ایک روایت درج کی ہے۔

حضرت اسامہؓ بن زید کہتے ہیں کہ میں کسی ضرورت کے لیے رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ کوئی چیز چادر میں چھپائے ہوئے باہر تشریف لائے۔ میں اپنی بات پوری کر چکا تو میں نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپ چادر میں کیا چھپائے ہوئے ہیں؟

آپ نے چادر اٹھائی تو اس کے نیچے سے حسنؓ اور حسینؓ ظاہر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ دونوں میرے بچے اور میری بیٹی (فاطمہ) کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان دونوں سے اور ان سے محبت کرنے والوں سے محبت فرما!

(بحوالہ الحسین: عمر ابو النصر ص ۳۹)

ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مغرب یا عشاء کی نماز کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے اپنی گود میں حسینؓ کو اٹھا رکھا تھا۔ نماز پڑھانے لگے تو آپ نے انھیں اتار کر اپنے قریب بٹھا دیا اور نماز شروع کر دی۔ جب آپ سجدے میں گئے تو بہت دیر سے جھکے رہے۔ خاصی دیر کے بعد میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بچہ رسول اللہؐ کی پیٹھ پر سوار ہے اور آپؐ سجدے ہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں پھر سجدے میں چلا گیا۔ جب نماز ختم ہو گئی تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی:

"یا رسول اللہ! آپؐ نے ایک سجدہ بے حد طویل کر دیا۔ ہمارا خیال ہے کہ یا تو کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آ گیا تھا یا اس دوران میں وحی نازل ہوتی رہی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی واقع نہیں ہوئی۔ میرا بیٹا (حسین) مجھ پر سوار ہو گیا تھا، میں نے اسے ہٹانا پسند نہ کیا۔ (الحسین: عمر ابو النصر ص ۳۸)

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت سیدہ فاطمہؓ کے گھر کے قریب سے گزرے تو آپؐ نے حضرت حسینؓ کے رونے کی آواز سنی۔ آپؐ گھر کے اندر تشریف لائے اور بیٹی سے فرمایا:

"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے حسینؓ کے رونے سے تکلیف پہنچتی ہے۔" (حوالہ ایضاً ص ۳۹)

کتب احادیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت حسینؓ کو اپنے کاندھے پر بٹھاتے تھے اور اپنے ساتھ سواری پر سوار کر لیتے تھے۔ حضورؐ نے اپنے دونوں نواسوں کے لیے دعا فرمائی کہ "اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت فرما!" (ابن ماجہ، طہارت۔ ابو داؤد، ادب مسلم۔ فضائل۔ ترمذی، مناقب)

حضورؐ فرماتے تھے کہ "یہ دونوں (حسن اور حسین) میری دنیا کی بہار ہیں!" (بخاری۔ مناقب)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حسنؓ اور حسینؓ پر یہ کلمات پڑھ کر دم کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے باپ (حضرت ابراہیم) اسمٰعیل و اسحاق (علیہم السلام) پر یہ کلمات پڑھ کر دم کیا کرتے تھے:

اعوذ بکلمات اللّٰہ التامۃ من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ

"یعنی میں اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعے سے پناہ مانگتا ہوں، ہر شیطان اور جاندار اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر کے شر سے۔" (بخاری، الانبیاء)

"الحسین" کے مولف عمر ابو النصر کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت حسینؓ کی عمر سات سال، سات مہینے اور سات دن تھی۔

آیت تطہیر ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و

آلہٖ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ زہراؓ کے گھر تشریف لاتے اور حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سب کو ایک چادر میں لے کر فرمایا، اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا (اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ہر قسم کے عیب و رجس کو دور رکھنا اور انھیں کما حقہٗ پاک رکھنا)

اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ہ (سورہ

"یعنی بلا شبہ اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ اے اہل بیت تم سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھے اور جس طرح طہارت کا حق ہے اس کمالِ طہارت سے تمہیں آراستہ رکھے"

یہ واقعہ حدیثِ کسا (چادر) کے نام سے مشہور ہے اور اسی واقعے کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، علی مرتضیٰؓ، فاطمہ زہراؓ، امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو اصحابِ کسا کہا جاتا ہے۔ یہ واقعہ متعدد کتب میں موجود ہے۔ سب سے جامع حوالہ حاشیہ احقاق الحق ہے جس کی جلد دوم میں صفحات ۵۰۱ سے ۵۶۵ تک نوے حوالے جمع کیے گئے ہیں۔ جن میں پہلا حوالہ ابو داؤد الطیالسی کا اور آخری موفق بن احمد کا ہے۔

(اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ جلد ۸ صفحہ ۳۲۴)

دعوتِ مباہلہ میں حضرت حسینؓ کی شرکت

ذوالحجہ ۱۰ ھ/ ۶۳۱ء میں نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد مدینہ منورہ میں وارد ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں گفتگو شروع کی (اس گفتگو کا تذکرہ سورہ آلِ عمران آیت ۵۹ تا ۶۱ میں موجود ہے) عیسائی وفد کے انکار پر آنحضرتؐ نے دعا کے ذریعے فیصلہ چاہا۔ اسے دعوتِ مباہلہ کہا جاتا ہے۔ اس دعوت کے بعد نجران کے وفد نے آپس میں صلاح مشورہ کیا۔ یہ الفاظ مولانا شبیر احمد عثمانی: حضورؐ، حسنؓ، حسینؓ، فاطمہؓ اور علی کو لے کر باہر تشریف لا رہے تھے کہ یہ نورانی صورتیں دیکھ کر ان کے لاٹ پادری نے کہا: "میں ایسے پاک چہرے دیکھ رہا ہوں جن کی دعا پہاڑوں کو ان کی جگہ سے سرکا سکتی ہے، ان سے مباہلہ کرکے ہلاک نہ ہو۔"

(تفسیر قرآن مجید از مولانا شبیر احمد عثمانی، ص ۹۹ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور)

دعوتِ مباہلہ میں شرکت کے وقت حضرت حسینؓ کی عمر تقریباً ساڑھے چھ سال تھی۔

بچپن کا ایک واقعہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ منبر نبویؐ پر خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت حسینؓ مسجد میں آئے اور منبر پر چڑھ کر کہا کہ میرے باپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے منبر سے اُترو اور اپنے باپ کے منبر پر جاؤ۔

حضرت حسینؓ کی عمر اس وقت چھوٹی تھی حضرت عمرؓ نے انھیں پیار سے اپنے پاس بٹھا لیا اور خطبہ ختم کرکے انھیں اپنے ساتھ گھر لے گئے، وہاں بڑی محبت اور دلجوئی سے پیش آئے اور فرمایا: کبھی کبھی میرے پاس تشریف لایا کریں۔

حضرت حسینؓ نے وعدہ فرمایا چنانچہ ایک روز ان کے پاس گئے۔ اتفاق سے اس وقت حضرت عمرؓ مکان کے اندر کسی سے تنہائی میں گفتگو کر رہے تھے۔ ان کا صاحبزادہ عبداللہ بن عمرؓ بھی دروازہ پر کھڑا اجازت کا منتظر تھا حضرت حسینؓ چند لمحے ابن عمر کے پاس کھڑے رہے اور بغیر ملے واپس آگئے

بعد میں حضرت عمرؓ، حضرت حسینؓ سے ملے تو فرمایا آپ کو عبداللہ کے ساتھ ٹھہرنے اور اجازت لینے کی ضرورت نہ تھی۔ آپ میں اور عبداللہ میں بڑا فرق ہے۔ خدا کی قسم، آج جو کچھ ہماری عزت ہے، اللہ تعالیٰ کے

بعد آپ ہی لوگوں کی دی ہوئی ہے۔ (سیر الصحابہ جلد ششم ص ۱۴۴ ، اصابہ جلد ۲ ص ۱۵)

یمنی حلّے ایک مرتبہ یمن سے کچھ حلّے مدینہ میں آئے، حضرت عمرؓ نے انھیں لوگوں میں تقسیم کردیا۔ لوگ وہ حلّے پہن کر خوشی میں باہر نکل آئے۔ حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں موجود تھے۔ لوگ آپ کے پاس آتے اور سلام کرتے۔ کچھ دیر بعد حضرت حسنؓ اور حسینؓ بھی اپنے گھر سے نکلے، لیکن وہ کوئی حلّہ پہنے ہوئے نہ تھے۔ انھیں دیکھتے ہی دیکھتے حضرت عمرؓ بے قرار ہوگئے۔ اور آپ نے لوگوں سے فرمایا: مجھے تم لوگوں کو حلّے دینے سے کوئی خوشی نہیں ہوئی۔

لوگوں نے وجہ دریافت کی، تو آپ نے حسنینؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ان دونوں بچوں کی وجہ سے تم لوگ حلّے پہنے ہوئے ہو، لیکن ان کے پاکیزہ جسم حلّوں سے خالی ہیں۔

پھر فوراً یمن کے گورنر کو فرمان لکھا کہ حسنؓ اور حسینؓ کے لیے فی الفور دو عمدہ حلّے بھیجدیں۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ جب حلّے آگئے تو آپ نے خود حسنؓ اور حسینؓ کو پہنائے اور فرمایا:

"خدا کی قسم! اب مجھے سچی خوشی حاصل ہوئی ہے"

(الحسین، عمر ابو النصر، ص ۴۱)

بچپن میں شوقِ عبادت اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ میں متعدد کتب کے حوالے سے مندرج ہے کہ حضرت امام حسینؓ ابتداءِ عمر ہی سے اصلاح و تعلیم کی طرف رجحان رکھتے تھے۔ اور اکابرِ مدینہ، اسلامی مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ تعلیم و تلقین کے معاملے میں آپ کا طریقہ حکمت پر مبنی ہوتا تھا۔ اس سلسلے میں آپ کے بچپن کا وہ واقعہ بہت مشہور ہے جس میں آپ نے اپنے بھائی حسنؓ کے ساتھ ایک بدّو کو وضو کا طریقہ سکھادیا تھا۔

کتب سیر میں مذکور ہے کہ بچپن ہی میں عبادت وریاضت آپ کا معمول تھا۔ بکثرت نوافل پڑھتے تھے۔ قیام اللیل آپ کا عام دستور تھا۔ روزے بکثرت رکھتے اور سادہ سا افطار فرماتے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء ۳ : ۱۰۰)

ترمذی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

من سرہ ان ینظر الی سید شباب اهل الجنة فلینظر الی الحسین بن علیؓ

"کہ جو شخص سردارِ جوانانِ اہلِ جنت کے دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو اسے چاہیے کہ حسینؓ بن علی کو دیکھ لے۔" رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اندوہ ناک اطلاع

نظامی برادری کو اس اندوہ ناک اطلاع سے سخت صدمہ ہوگا کہ حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کے چہیتے مرید اور خلیفہ اور افریقہ کی نظامی جماعت کے ناظم اور برادری کے فعال خدمت گذار روشن دل الحاج حضرت عبد المجید الف خاں نظامی نے طویل علالت کے بعد رحلت فرمائی۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق دے۔ تفصیلات انشاء اللہ آیندہ درج ہوں گی۔

غم نصیب
حسن ثانی نظامی